قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 20 اپریل 2022ء | 18 رمضان 1443 ہجری قمری | 20 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:94

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔

فرمان خلیفہ وقت

درد سے دعا اس وقت نکلتی ہے جب یہ علم ہو کہ انسان دعا کر کیا رہا ہے۔ صرف منہ سے الفاظ ادا کرنے سے نہ ہی الفاظ کی گہرائی اور مطلب کا علم ہوسکتا ہے نہ یہ دل پر اثر کر سکتے ہیں جو ہونا چاہئے۔ اور اگر دل پر اثر نہ ہو تو وہ جوش اور وہ رقّت پیدا نہیں ہوسکتی۔ پس دل پر اثر کے لیے انسان کو پتہ ہونا چاہئے کہ دعا کر کیا رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے؟ لاکھوں کروڑوں لوگ منہ سے درود کے الفاظ دہرا دیتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ درود پڑھنے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا کیا فائدہ ہے؟ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا۔ اس کا خلاصہ اس وقت مَیں کچھ حد تک پیش کر دیتا ہوں۔ درود میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ پہلے رکھا گیا ہے اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ بعد میں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ صلوٰۃ کے معنے دعا کے ہیں اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے معنے ہوئے کہ اے اللہ! تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کر۔ اب دعا کرنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ دوسرے سے مانگتا ہے۔ دوسرے اس کی دعا ہے جس کا اپنا اختیار ہے اور وہ خود عطا کرتا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ اپنی مخلوق اور پیدا کی ہوئی چیزوں ہوا، پانی، زمین، پہاڑ باقی جو سب چیزیں ہیں ان سب کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی تائید کرو۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے یہ معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو ہر نیکی اور بھلائی اور دنیا و زمین و آسمان کی ہر چیز کی بھلائی اپنے رسول کے لیے چاہ اور ان کو عزت و عظمت عطا فرما، عزت و عظمت کو بڑھا اور پھر دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے بڑھ کر کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم تو اس بات کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔ پس یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی کہ وہ یہ چاہے

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- رحمتِ رمضان مبارک (منظوم)
- رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت
- دُعاء، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- اسلام میں عبادات کا تصور
- آخری عشرہ رمضان ''آگ سے نجات'' کا ایک ذریعہ-اعتکاف
- نرم زبان کا استعمال
- تربیتی سیمینار مجلس خدام الاحمدیہ یونان

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

- جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ جنت کی راہ کھو بیٹھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ حدیث 908)

- مجھ پہ درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

(کنزالعمال جزء اول صفحہ ۲۴۹ کتاب الاذکار/قسم الاقوال، الباب السادس فی الصلوٰۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام روایت نمبر 2164 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

- جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا۔

(کتاب السنن الکبریٰ للنسائی جلد 6 صفحہ 21-22 کتاب عمل الیوم واللیلۃ/ ثواب الصلاۃ علی النبی ﷺ روایت نمبر 9892 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1991ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

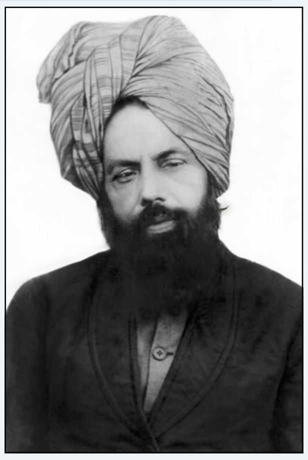

''ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروانہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57) ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 37-38 ایڈیشن 1984ء)

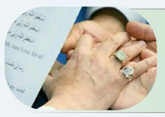

دربارِ خلافت

آج کل بھی جو آفات آتی ہیں یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس وقت کے مولوی اگر دیانت اور دین پر قائم ہو کر سوچیں تو اُنہیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام کسرِصلیب ہے اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اس لئے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود چاہئے اور اگرچہ چودھویں صدی میں فسق و فجور بھی مثل شراب خوری و زنا کاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں‘‘۔ یعنی بہت سارے فسق و فجور پھیلے ہوئے ہیں، مثلاً شراب خوری، زنا کاری ’’مگر بغور نظر معلوم ہو گا کہ ان سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدّعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی بازپرس سے کفایت کر دی ہے‘‘۔ یہ جو اتنی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ قائم ہو گیا ہے، یہ تعلیم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے کفّارہ کی وجہ سے اُن سے اُن کے گناہوں کی بازپرس نہیں ہو گی، پوچھا نہیں جائے گا۔ فرمایا ’’اسی وجہ سے ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے بڑھا ہوا ہے‘‘۔ اس میں سارے مغربی ممالک شامل ہیں اور دوسرے ممالک بھی جہاں چھوٹ ہے، اب تو ہر جگہ یہ پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ فرمایا ’’پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے‘‘ یعنی اُن کی ہمسائیگی سے، اُن کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے سے ’’عموماً ہر ایک قوم میں بے قیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے‘‘۔ اب صرف یہ یورپ کے ساتھ نہیں رہا، بلکہ جہاں بھی یہ پھیل رہے ہیں، جا رہے ہیں، یا آجکل ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع سے آزادی پہنچ رہی ہے، وہاں بھی ہر قسم کی قید سے آزاد ہو رہے ہیں اور بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ فرمایا ’’اگرچہ لوگ بیماریوں سے ہلاک ہو جائیں اور اگرچہ وبا اُن کو کھا جائے مگر کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ تمام عذاب شامتِ اعمال سے ہے۔‘‘ بہت سارے عذاب جو آ رہے ہیں، طوفان ہے، زلزلے ہیں، یہ لوگوں کی شامتِ اعمال ہے، کوئی سوچتا نہیں۔ ’’اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی تو ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے اور اُس ذوالجلال کی عظمت دلوں پر سے گھٹ گئی ہے‘‘

پس آجکل بھی جو آفات آتی ہیں یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور جو نہ ماننے والے ہیں اُن کو بھی سوچنا چاہئے۔

فرمایا: ’’غرض جیسا کہ کفّارہ کی بے قیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خواری اور ہر ایک فسق و فجور پر دلیر کیا۔ ایسا ہی اُن کا نظارہ دوسری قوموں پر اثر انداز ہوا۔ اس میں کیا شک ہے کہ فسق و فجور بھی ایک بیماری متعدی ہے۔ ایک شریف عورت کنجریوں کی دن رات صحبت میں رہ کر اگر صریح بدکاری تک نہیں پہنچے گی تو کسی قدر گندے حالات کے مشاہدہ سے دل اس کا ضرور خراب ہو گا‘‘۔ کیونکہ صحبت اثر ڈالتی ہے، حالات اثر ڈالتے ہیں، ماحول اثر ڈالتا ہے۔

پھر فرمایا: ’’خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے اور جس دجّالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے، اُس دجّالیت کے پردے کھول دیوے اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بلا کمال تک پہنچ گئی تھی‘‘ یعنی یہ مصیبت اور بلا جو ہے یہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی ’’اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد کسرِ صلیب کرنے والا ہو۔ کیونکہ مجدد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اُس بیماری کی قلع قمع کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسرِ صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسرِ صلیب ہے مسیح موعود ہے‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 303-305 حاشیہ)

پھر کسرِ صلیب کس طرح ہو گی؟ اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔ ’’اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسرِ صلیب کرنا چاہئے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طَور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ، (خدا اُن کے حال پر رحم کرے،) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اُس کا منصب یہ ہے کہ حُجَجِ عَقْلِیَّہ ’’یعنی عقلی دلائل سے ’’اور آیاتِ سماویہ‘‘ آسمانی نشانات سے ’’اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اُس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اُس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اُس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی‘‘۔ جو بھی تحقیق کرنے کی نظر سے دیکھے گا، اس پر غور کرے گا، اُس پر صلیب کی عظمت اور بزرگی اور جو اثر پڑا ہوا ہے، وہ ختم ہو جائے گا ’’اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہو گا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا‘‘۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13صفحہ 305حاشیہ)

(خطبہ جمعہ 22/ مارچ 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رحمتِ رمضان مبارک

اللہ کا پیارا ہے یہ مہمان مبارک
ہر شخص کو ہو رحمتِ رمضان مبارک

اِس ماہ میں ہے ربّ کا یہ فرمان مبارک
خود دے گا جزا روزے کی یزدان مبارک

معمور کئے ہم پہ جو رحمت کے فرشتے
مومن پہ ہے مولا کا یہ احسان مبارک

آباد مساجد ہوئیں پھر اُس کے کرم سے
رمضان کا ہر ایک ہے فیضان مبارک

ہرشام مبارک ہے تو ہر سحر ہے پُرنور
ہوں برکتیں رمضان کی ہر آن مبارک

دن رات تلاوت کی ملے ہم کو بھی توفیق
اِس ماہ ملا تحفۂ رحمان مبارک

ایثار و محبت کے سُناتا ہے جو قصّے
رمضان کی آمد کی ہوئی شان مبارک

پھر رحمت و برکت کے یہ دن آئے ہیں بشریٰ
بخشش کا ہو تجھ کو بھی یہ سامان مبارک

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت

شعور کے آئینہ میں دیکھیں تو ماہ رمضان سال کے بارہ مہینے میں ایک مہمان مہینہ کے طور پر آتا ہے جو سراپا نعمت و رحمت ہے۔قرآن نے اَیَّامًامَّعۡدُوۡدٰتٍ کہہ کر اس طرف اشارہ بھی کیا ہے۔مہمان کالفظ ذہن میں آتے ہی درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

1. مہمان کچھ دن یا پھر کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس چلا جاتا ہے۔
2. اس کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔
3. مہمان کے جب جانے کے دن قریب آتے ہیں تو گھر اور گھر کے نفوس پر اُداسی چھانے لگتی ہے۔
4. اگر مہمان کوئی فیملی بزرگ ہو یا جماعتی بزرگ ہو تو جاتے جاتے وہ کوئی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور چھوٹے بچوں کو نقدی کی صورت میں تحفہ بھی دے دیتا ہے۔ اور بچے میز بانوں میں سے کیا ہر کوئی مہمان سے فیض کی جھولیاں بھرنے لگتا ہے بعینہ رمضان جب ڈھلتا ہے ان دنوں کا count down شروع ہوتا ہے تو مومنوں کی فکر بڑھتی جاتی ہے مومنوں کے گھروں میں اُداسی چھانے لگتی ہے۔ اکثر لوگوں کو کہتے سنائی دیا جاتا ہے کہ رمضان ابھی کل ہی تو شروع ہوا تھا۔ پھر مومن، رمضان کے فیوض و برکات سے حصہ لینے کے لئے سر توڑ کوشش کرتا ہے تا اپنے کھیسے بھر لے۔ اندوختے میں اتنا اضافہ کرے کہ سارا سال ہی مستفیض ہوا جا سکے۔ بالخصوص جب آخری 10 دن باقی رہ جاتے ہیں تو ایک مومن اپنی نیندیں اپنے اوپر حرام کر کے اپنی تمام تر طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عبادات کے لئے اس دکاندار کی طرح جھونک دیتا ہے جو عید الفطر سے قبل اپنی تمام تر پونجی، planning کے ساتھ اپنی دکان میں ڈال دیتا ہے کہ عید پر profit آئے گا اور میری جمع پونجی ڈبل ہوجائے گی۔ وہ دکان کے اوقات بڑھا دیتا ہے اور over time لگاتا ہے اس طرف زیادہ توجہ دیتا ہے بعینہ ایک مومن تمام استعدادوں، کوششوں اور طاقتوں کو صرف کرتا ہے۔ پھر اس دکاندار کی طرح کہ دکان میں جمع پونجی کو چور نہ لے جائے حفاظت کی غرض سے تالے لگاتا ہے۔ بعینہ ایک مومن اپنے اندوختے کو شیطان سے بچانے کے لئے پھر خدا سے حفاظت اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرتا ہے۔

ان آخری دنوں میں سہانی راتوں کی طرح رمضان پہلے سے زیادہ بھیگتا ہے۔عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی جد و جہد بڑھتی ہے اور روحانی پھلوں کے پکنے کے دن قریب آرہے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پھل پک بھی جاتے ہیں اور بزرگ مہمان کی طرح رمضان جاتے ہوئے آنحضور ﷺ کی زبان اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانَ سَلِمَتِ السَّنَۃُ کہ اگر رمضان خیریت سے گزرا تو سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے گا، کی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور اس بزرگ مہمان کی طرح اللہ تعالیٰ جو انعامات سے نوازتا ہے اس میں سے ایک انعام عید کی خوشی کی صورت میں مومن کو ملتا ہے۔

مندرجہ بالا فرمان رسولؐ کے تحت ہم تمام کو خدا کو ملانے کا ایک پُل تعمیر کرنا چاہئے جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کا ہو۔ اگر اس پُل کی تعمیر درمیان میں چھوڑ دیں گے تو اتھا گہرائیوں میں گر کر تباہی ہی، تباہی ہے اگر اپنی جد و جہد سے اسے مکمل تعمیر کر لیا تو اس پر سے گزر کر اگلے رمضان میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو کر داخل ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

(بخاری کتاب الصوم)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اقتداء و تقلید میں رمضان کے آخری 10 دنوں کو عبادات سے رونق بخشیں۔ اپنی راتوں کو بیدار کریں۔تلاوت قرآن کثرت سے کریں۔ دعائیں کریں اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔صدقات وخیرات کثرت سے دیں۔فطرانہ وعید فنڈ کی جلد ادائیگی کریں اور عشرہ مبارکہ کی درج ذیل عبادات کو سامنے رکھ کر یہ دن گزارنے کی کوشش کریں۔

قرآن کی سالگرہ

اس عشرہ میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا یعنی 24 رمضان کو۔گویا ہرماہ نزول قرآن کی سالگرہ رمضان میں آتی ہے۔قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کر کے ماحول کو سجاوٹ دیں۔

اعتکاف کی عبادت

آنحضور ﷺ ہر سال اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آخری دفعہ آپ کا اعتکاف 20 دن کا تھا۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اعتکاف سے پہلے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر

قرآن کریم میں اسے بہترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِسے رمضان کے آخری 10 دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

صدقات و خیرات

ویسے تو آنحضرت ﷺ سارا سال ہی صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ تاہم رمضان بالخصوص رمضان کے آخری حصہ میں اس میں بہت تیزی آجاتی تھی۔

فطرانہ کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ روزہ کی پاکیزگی اور مسکینوں کا کھانا ہے اس کے بغیر روزے مقبول نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ روزے زمین وآسمان کے درمیان معلق ہوجاتے ہیں۔ فطرانہ ہی آسمان تک لے کر جاتا ہے۔ (کنزالعمال)

یہ مبارک دن آنے کو ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں کمر ہمت کس لینی چاہئے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اپنا مقرب بنائے آمین

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کہ جو زیادہ سے زیادہ مقام ہوسکتا ہے اور جو اس کی نظر میں ہوتا ہے یا وہ کیا چاہتا ہے وہ عطا فرما۔ اور اَللّٰھُمَّ بَارِكْ کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی رحمتیں، فضل اور انعامات جو تُو نے ان پر کیے ہیں انہیں اتنا بڑھا کہ سارے جہان کی رحمتیں اور برکتیں آپؐ پر اکٹھی ہو جائیں۔ اب پہلے اللہ تعالیٰ جو چاہے گا وہ عطا کرے گا اور کیا چاہا اس کا بھی ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔ پھر اس میں اتنی برکتیں دے، ان کو بڑھاتا چلا جائے کہ وہ بالکل ہی ہمارے تصور اور احاطے سے باہر ہیں۔ پس جب آپؐ پر یہ سب باتیں، یہ دعائیں اکٹھی ہوں گی اور ان کے قائم رکھنے کے لیے ہم دعائیں کریں گے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جو آپؐ کی امّت کے لیے ہیں ان سے ہم بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ جب ہم دل میں درد رکھتے ہوئے آپؐ کے دین کی سر بلندی اور آپؐ کی تمام دنیا میں حاکمیت کے لیے دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان دعاؤں میں حصہ دار بنا کر ہمیں بھی درود سے فیض یاب کرے گا کیونکہ امّت کے لیے بھی ساتھ ہی دعا ہے۔ جو بیج ہم لگائیں گے اس کے پھلوں سے ہم بھی فیض یاب ہوں گے کیونکہ صَلِّ ایک بیج کی صورت ہے اور بَارِكْ اس کے پھلوں کی صورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 7 صفحہ 77-78)

لیکن شرط یہ ہے کہ خلوص دل سے، خلوص نیت سے یہ سب کچھ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل ہو۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔حقیقی آل کا ہم حق ادا کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہوں اور ساتھ درود پڑھ کر کہیں کہ ہم ان برکات کا مورد بھی بن جائیں جو درود پڑھنے والے کو ملتے ہیں۔قانون توڑ کر لوگوں کو تکلیف میں ڈال کر پھر کہنا کہ ہم رسول کے عاشق ہیں اور آپؐ پر درود اور سلام بھیجنے والے ہیں اس لیے ہمیں کچھ نہ کہا جائے۔ سڑکیں بلاک کر دیں، مریض ہسپتال نہ پہنچ سکیں اس لیے کہ ہم اللہ اور رسول کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں ہم صحیح ہیں۔تو یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی صریح نافرمانی ہیں، مکمل طور پر نافرمانی ہیں اور قطعاً اس کی نہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اور نہ ایسے لوگوں کے درود پھر کوئی فائدہ دیتے ہیں اور یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بڑھانے کی بجائے اسے کم کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے نام پر جو ظلم ہوتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی سخت ہوتی ہے۔ یہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

پس درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اپریل 2021ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 15

نری دعائیں کچھ نہیں کرسکتیں

ایک قریشی صاحب کئی روز سے بیمار ہو کر دارالامان میں حضرت حکیم الامت کے علاج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور دعا کے لئے التجاء کی۔ آپ نے فرمایا

’’ہم دعا کریں گے‘‘

10اگست کی شام کو اس نے بذریعہ حضرت حکیم الامت التماس کی کہ میں حضور مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا۔ حضرت نے خود 11اگست کو ان کے مکان پر جاکر دیکھنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ وعدہ کے ایفاء کے لئے آپ سیر کو نکلتے ہی خدام کے حلقہ میں مکان پر پہنچے جہاں وہ فروکش تھے۔ آپ کچھ دیر تک مرض کے عام حالات دریافت فرماتے رہے۔ زاں بعد بطور تبلیغ فرمایا کہ

میں نے دعا کی ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھ نہیں کرسکتی ہیں۔ جبتک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو۔ اہل حاجت لوگوں کو کس قدر تکالیف ہوتی ہیں۔ مگر حاکم کے ذرا کہہ دینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امر سے سب کچھ ہوتا ہے۔ میں دعا کی قبولیت کو اس وقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر اور اذن ہو کیونکہ اس نے اُدۡعُوۡنِیۡۤ تو کہا ہے مگر اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ بھی ہے۔ یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے اور اندر ہی اندر خدا تعالیٰ سے صلح کرلے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دنیا میں کس غرض کے لئے آیا ہے۔ اور کہاں تک اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جبتک انسان اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا۔ اس وقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انسان تبدیلی کرلے تو خدا تعالیٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے۔ اس وقت طبیب کو بھی سوجھ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر کوئی امر مشکل نہیں۔ بلکہ اس کی تو شان ہے۔ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (یٰسٓ:83)

ایک بار میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکال رہا تھا جس سے اس کا ہاتھ ورم کرگیا۔ آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ اس نے معمولی بات سمجھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح ایک دفعہ میں نے پنسل کو ناخن سے بنایا۔ دوسرے دن جب میں سیر کو گیا تو مجھے اس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کرگیا۔ میں نے اسی وقت دعا کی اور الہام ہوا۔ اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا۔ اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے۔ تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی۔ مگر اس کے لئے ضروری شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے۔ پھر جس کو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے۔ تو اس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے۔ ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے۔ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) ایسا ہی پہلی کتابوں سے پایا جاتا ہے۔ حزقیل نبی کی کتاب میں بھی درج ہے۔

انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا۔ تو خدا اس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 317-319)

گناہ کا صحیح علاج

میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے جب سچا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر دعا کے لئے تحریک ہوتی ہے اور دعا وہ چیز ہے جو انسان کی کمزوریوں کا جبر نقصان کرتی ہے۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) بعض وقت انسان کو ایک دھوکا لگتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک ایک مطلب کے لئے دعا کرتا ہے اور وہ مطلب پورا نہیں ہوتا تب وہ گھبرا جاتا ہے۔ حالانکہ گھبرانا نہ چاہئے۔ بلکہ طلبگار باید صبور و حمول۔ دعا تو قبول ہوجاتی ہے لیکن انسان کو بعض دفعہ پتہ نہیں لگتا۔ کیونکہ وہ اپنی دعا کے انجام اور نتائج سے آگاہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس کے لئے وہ کرتا ہے جو مفید ہوتا ہے۔ اس لئے نادان انسان یہ خیال کرلیتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مفید تھا کہ وہ دعا اس طرح پر قبول نہ ہو بلکہ کسی اور رنگ میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کا سرخ انگارہ دیکھ کر مانگے تو کیا دانشمند ماں اسے دیدے گی؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح پر دعا کے متعلق بھی ہوتا ہے۔ غرض دعائیں کرنے سے کبھی تھکنا نہیں چاہئے دعا ہی ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ایک قوت اور نور عطا کرتی ہے۔ جس سے انسان بدی پر غالب آجاتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 352)

دعاؤں سے کام لینا چاہئے

...دعاؤں سے کام لینا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ غنی بے نیاز ہے۔ اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے۔ ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا تو وہ اس کی کیا پرواہ کرسکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔ لیکن ایک شخص جو گھوڑی پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی

کہے کہ اگر نہ دو گے تو ڈنڈے ماروں گا۔ تو بجز اس کے کہ خود اس کے ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے اَڑ کر مانگنا اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اَڑ کر مانگنا اور بات ہے۔ یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو میں انکار کردوں گا۔ یا یہ کہدوں گا یہ بڑی نادانی اور شرک ہے اور آداب الدعا سے ناواقفیت ہے۔ ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمہاری مرضی کے موافق میں قبول کروں گا۔ بیشک یہ ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ الآیۃ (البقرہ:156) اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ میں اگر تمہاری مانتا ہے تو وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ میں اپنی منوانا چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان اور اس کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے۔ ورنہ اس کی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے... خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:156) پس صبر کرنے والوں کو بشارت دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والوں کو بشارت دو بلکہ صبر کرنے والوں کو۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرے۔ اہل اللہ کو نظر آجاتا ہے کہ یہ کام ہونہار ہے۔ پس جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ ورنہ قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں۔ اہل اللہ کے دو ہی کام ہوتے ہیں جب کسی بلا کے آثار دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ قضا و قدر اس طرح پر ہے تو صبر کرتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی وفات پر صبر کیا۔ جن میں سے ایک بچہ ابراہیم بھی تھا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 385-386, آن لائن ایڈیشن 1984ء)

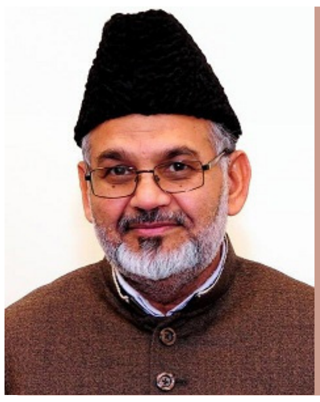

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 41

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 11 مارچ 2010ء صفحہ 19 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ خطبہ کا عنوان اور متن وہی ہے یعنی ’’نماز جمعہ کی اہمیت‘‘ جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 12 مارچ 2010ء اعمال صالحہ کے عنوان کے تحت خاکسار کا مضمون دوسری قسط ’’پردہ … حیاء اور عفت کا نگہبان‘‘ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے ’’پردہ نہ کرنے کے نقصانات‘‘ ہیڈ لائن کے تحت لکھا کہ پردہ کو رواج دینے سے فائدہ ہوگا اور وہ یہ کہ جس قسم کی بے حیائیوں اور بداخلاقیوں میں یہ لوگ (یورپ والے) پڑ گئے ہیں اس کا علاج صرف اور صرف پردہ اور حجاب اور اسلامی حکم پر عمل کرنے سے ہوگا۔ خاکسار نے اس کے نقصانات میں بعض بیماریوں مثلاً ایڈز کا ذکر کیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پردہ نہیں اور جب پردہ نہیں تو اخلاق اچھے نہیں ہیں جس کی وجہ سے اس بیماری کی کثرت ہے۔

خاکسار نے یہ بھی بتایا کہ بعض مسلمانوں نے افراط سے کام لیا۔ وہ اپنی خواتین کو گھر سے بالکل باہر نکلنے نہیں دیتے، یہ بھی زیادتی ہے۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ باہر لے جاتے، جنگوں میں بھی ساتھ جاتی تھیں۔

یورپ نے تفریط کر کے اپنے آپ کو بالکل ننگا کر لیا ہے ادھر مسلمانوں نے افراط کر کے عورتوں کے لئے گھروں کو قید خانہ بنا دیا ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے ’’قرآنی پردہ‘‘ کے عنوان سے لکھا اور سورۃ نور کی آیت اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس آیت کی تشریح لکھی۔ ’’یعنی انسان پر لازم ہے کہ چشم خوابیدہ ہوتا کہ کسی غیر محرم عورت کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑے۔ کان بھی فروج میں داخل ہیں جو قصص اور فحش باتیں سن کر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے عام طور پر فرمایا کہ تمام موریوں (سوراخوں) کو محفوظ رکھو۔ اور فضولیات بالکل بند رکھو۔‘‘

پس ہمیں پُر زور طریقے سے ایسے ممالک کو بتانا چاہئے جو پردہ کے مخالف ہو رہے ہیں۔ خاکسار نے دیگر آیات قرآنی لکھ کر یہ لکھا کہ: میں آپ کو ایسے بے شمار واقعات بتا سکتا ہوں کہ یہاں امریکن خواتین جنہوں نے اس ماحول میں آنکھ کھولی اور چرچوں میں تربیت پائی جب انہیں احمدی مبلغین نے اسلام کی حسین تعلیم سے آگاہ کیا اور پردے کے فوائد بیان کئے تو انہوں نے یکدم پردہ اور پھر پاکستانی برقع کی طرز کا پردہ اختیار کیا۔ مجھے ڈیٹن اوہایو میں 4 سال رہنے کا موقع ملا وہاں پر احمدی افروامریکن خواتین اور پھر ملواکی میں اور فلاڈلفیا میں احمدی خواتین خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا پردہ کرتی ہیں یہ نہیں کہ مسجد گئیں تو پردہ کر لیا اور برقع پہن لیا اور جب بازاروں میں اور شاپنگ سینٹرز میں گئیں تو برقع اتار دیا۔

خاکسار نے اور بھی مثالیں لکھیں اور پھر یہ بات لکھی کہ ہماری تعلیم اسی وقت کارگر ہوگی جب ہم اس تعلیم کے مطابق خود عمل کریں گے۔ عمل کے بغیر تبلیغ بے فائدہ ہے۔ خاکسار نے اس ضمن میں یہ واقعہ لکھا کہ ایک مسلمان ایک یہودی کو اسلام کی تبلیغ کرتا تھا۔ وہ یہودی سن کر چپ ہو جاتا۔ ایک دن مسلمان جب پھر یہودی کو تبلیغ کرنے لگا تو کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے۔ وہ یہودی خوب جانتا تھا کہ اس مسلمان کے عمل اسلام کے مطابق نہیں ہیں تو یہودی نے جواب دیا کہ میرے بھائی تمہارا صرف نام کا مسلمان ہونا تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا اور پھر اسے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے گھر بیٹا پیدا ہوا تھا جس کا نام خالد رکھا۔ (خالد کے معنی ہمیشہ رہنے والا) لیکن لڑکا چند دنوں بعد ہی فوت ہو گیا۔ اگر صرف نام بچا سکتا تو پھر یہ لڑکا کیوں فوت ہوتا۔ اس لئے چاہئے کہ خود ایسے عمل کرو جو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہوں۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 12 مارچ 2010ء صفحہ 10 پر خاکسار کا مضمون بعنوان پردہ حیا اور عفت کا نگہبان کی آخری قسط شائع کی جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ وہی مضمون ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 12 مارچ 2010ء صفحہ 11 پر قریباً پورے صفحہ پر ہماری ایک خبر شائع کی جس کی شہ سرخی یہ ہے: مسجد بیت الحمید چینو میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعود اہتمام سے منایا گیا۔ ’’خلافت کی اطاعت کے بغیر ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔‘‘ امام شمشاد ناصر

اخبار نے اس خبر کے ساتھ سات بڑی تصویریں بھی شائع کی ہیں۔ ایک تصویر ہیڈ ٹیبل کی ہے جس میں صدارت ڈاکٹر حمید الرحمان کر رہے ہیں۔ ان کے ایک طرف عاصم انصاری صاحب ہیں اور دوسری طرف خاکسار، پوڈیم پر مکرم عمران جٹالہ صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ مقررین میں ایک تصویر خاکسار کی تقریر کرتے ہوئے دوسری تصویر مکرم ملک عبدالقدیر صاحب کی تیسری تصویر مکرم ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب جبکہ تین بڑی تصاویر سامعین جلسہ کی ہیں۔ اخبار نے اس کی تفصیل دیتے ہوئے لکھا:

چینو، کیلیفورنیا (خصوصی رپورٹ) فروری کا مہینہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ تمام دنیا میں جماعت احمدیہ اس دن کی اہمیت کے پیش نظر جلسوں کا اہتمام کرتی ہے اسی طرح ایک جلسہ کا اہتمام جماعت احمدیہ کی مقامی شاخ نے مسجد بیت الحمید چینو میں بھی کیا۔ اس جلسے میں مقررین نے اس دن کی اہمیت کے بارے میں تقاریر کیں جن کو دور و نزدیک سے آئے ہوئے تقریباً تین سو احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں نے سنا۔ جلسے کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی زبان میں ترجمے سے ہوئے۔ اس کے بعد بانی جماعت احمدیہ کے کلام سے ایک اردو نظم پڑھی گئی جس کا انگریزی ترجمہ بھی بیان کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت نائب امیر محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے کی۔ انہوں نے اپنے افتتاحی خطاب میں اس دن کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ 20 فروری کا دن ہمارے لئے اس واسطے اہمیت رکھتا ہے کہ آج ہی کے دن 1886ء کو حضرت مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اشتہار دیا جس میں ایک مصلح بیٹے کی پیدائش کی خبر دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوشخبری کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی صورت میں پورا فرمایا جو کہ بعد میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ بنے اور 52 سال تک تاریخ ساز خلافت پر متمکن رہے۔ امام مسجد شمشاد احمد ناصر صاحب کے علاوہ محترم ڈاکٹر احسن خان، نوجوان مقرر اسامہ صدیقی، عمران جٹالہ اور ملک قدیر صاحب نے اس دن کی اہمیت اور خصوصیت اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر دلائل دیئے۔ مقررین نے پیشگوئی مصلح موعود پر سیر حاصل دلائل دیتے ہوئے اس کی بنیاد اور غرض و غایت اور اس کے جماعت پر ہونے والے مثبت اثرات جو کہ جماعت کے مستقبل میں بھی کارفرما نظر آتے ہیں بیان کئے۔

اخبار نے لکھا کہ اختتامی دعا سے پہلے امام سید شمشاد ناصر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا، انہوں نے کہا کہ پچھلے سال آج کے دن ہم ایک کرایہ کی جگہ پر جلسہ کر رہے تھے لیکن افراد جماعت کی قربانیوں سے آج ہم یہ جلسہ اپنی مسجد میں کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب بھی دوسری جماعتوں سے یا پھر غیر از جماعت لوگ مسجد آتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کو قربانی کرنے والے اور مخلص افراد مہیا فرمائے ہیں جن کی قربانیوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خوبصورت مسجد سے نوازا ہے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے آنے سے خلافت کا سلسلہ جو شروع فرمایا اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے امام شمشاد نے یہ حوالہ پڑھ کر سنایا جو حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جماعت کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

’’تمہارے لئے ایک شخص درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے …… وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے۔‘‘

امام شمشاد نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ خلافت کے ساتھ اس وقت تک انصاف نہیں ہو سکتا جب تک کہ اطاعت اور فرمانبرداری اپنے اعلیٰ مقام تک نہ پہنچ جائے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سوانح فضل عمر سے یہ اقتباس سنایا:

’’کامل اطاعت و فرمانبرداری نہایت ضروری ہے اور یہ صرف خلیفہ سے ہی مخصوص نہیں۔ بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ بس خلیفہ کی بات ماننا ضروری ہے اور کسی کی ضروری نہیں۔‘‘ فرمایا: ’’خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جس طرح خلیفہ کا۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 154)

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 19 مارچ 2010ء صفحہ 14 پر ہمارا پورے صفحہ کا اشتہار حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات لکھی گئی ہیں۔ اس کا عنوان یہ ہے:

’’میں بنی نوع سے ایسے محبت کرتا ہوں جیسے والدین مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔‘‘

آسمان میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اشتہار جو آپ نے قادیان سے 23 جولائی 1900ء کو شائع فرمایا اس اشتہار میں جلی حروف سے یہ عبارت درج کی گئی ہے:

’’میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس

اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہو سکتے۔ علاوہ اس کے خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا تئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے۔‘‘

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 19 مارچ 2010ء صفحہ 18 پر یہ خبر شائع کی۔

’’احمدیہ جماعت نے پاکستان میں ایک سکھ کے قتل پر مذمت کی ہے۔‘‘

اخبار لکھتا ہے کہ لاس اینجلس کے امام شمشاد ناصر جو جماعت احمدیہ کے یہاں پر لیڈر ہیں نے پاکستان میں 2 سکھوں کے قتل اور 4 سکھوں کو یرغمال بنانے پر شدید مذمت کی ہے۔ امام شمشاد نے کہا کہ اس سفاکانہ اور ظالمانہ فعل کی اسلام بالکل اجازت نہیں دیتا انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکام کا کام ہے کہ ظالموں کو سزا دی جائے۔ امام شمشاد نے متاثرہ خاندانوں کی تعزیت کی۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 19 تا 25 مارچ 2010ء صفحہ 15 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’درس حدیث‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے سب سے پہلے حدیث سنانے سے قبل درود شریف پڑھنے کی اہمیت اور برکات بیان فرمائی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص بڑا ہی بخیل اور کنجوس ہے کہ جس کی موجودگی میں میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اس کے علاوہ درود شریف سے متعلق ایک واقعہ بھی تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد درس کی حدیث بیان کی گئی ہے جو کہ یہ ہے۔

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہو، اس دل سے جس میں تیرا خشوع نہیں۔ اور اس نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور اس دعا سے جو قبول نہیں ہوتی۔

اس حدیث میں سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ ایسا علم جو بے فائدہ ہو۔ کچھ لوگ اپنے علم پر تکبر بھی کرتے ہیں۔ ایجادات پر تکبر کرتے ہیں کچھ اپنے علم سے ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ کچھ لوگ جعلی علم رکھتے ہیں جو بے فائدہ ہوتا ہے۔ جیسے تعویذ، گنڈے، جنتر منتر جو سب بے فائدہ علوم ہیں۔ خاکسار نے اس میں ایک واقعہ لکھا ہے جو یہاں درج کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

’’چند دن پہلے ایک خاتون مسجد آئیں اور میرا انتظار کرنے لگیں۔ خاکسار کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ چنانچہ جب میں واپس آیا تو اس نے مجھے اپنا پرس کھول کر کچھ چھوٹے چھوٹے کاغذ کے پرزے دکھائے کہ ان پر کیا لکھا ہے کیونکہ میں عربی نہیں پڑھ سکتی۔ یہ خاتون مسلمان تھیں اور فجی سے تعلق رکھتی تھیں۔ میں نے ایک کاغذ کھولا تو وہ بہت بوسیدہ اور پرانا تھا اور پھٹا ہوا بھی تھا وہ کاغذ کسی کتاب کا تھا جس پر نماز کی ادائیگی کا لکھا ہوا تھا کہ نماز اس طرح پڑھنی چاہئے وغیرہ۔ کسی مولوی نے اسے یہ کاغذ لپیٹ کر کیپسول سا بنا کر تعویذ بنا کر دیا تھا۔ اسکے علاوہ لوہے کی چھوٹی سی صندوقچی بھی تھی جو تعویذ نما ہوتی ہے اسے بھی اس خاتون نے زور لگا کر کھولا۔ اس میں سے بھی کاغذ نکلا جس پر کچھ ہندسے تحریر تھے اور کچھ بے معنی الفاظ لکھے ہوئے تھے کچھ اور کاغذ بھی اس نے دیئے جو اسی قسم کی عبارتوں والے تھے۔

جب میں نے اسے سب کچھ بتایا کہ یہ کیا ہیں تو کہنے لگی کہ میں تو لُٹ گئی۔ میں نے پوچھا آخر ہوا کیا ہے؟ کہنے لگی کہ میری خاوند سے ناچاکی ہوگئی تھی اور وہ مجھے طلاق دینے پر تلا ہوا ہے۔ جبکہ میں طلاق لینا نہیں چاہتی۔ فجی میں ایک مسلمان عالم ہے اس نے مجھ سے 70 ڈالر لئے ہیں اور یہ تعویذ بنا کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے اسے طلاق کا مسئلہ سمجھایا اور پھر یہ کہ خاوند کے ساتھ صلح کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ ساری اسلامی تعلیم اسے سمجھائی، اسے باقاعدگی سے نماز پڑھنے اور خدا کے حضور دعا کرنے کی تلقین کی۔ اب یہ کس قسم کے عالم دین ہیں جو اس طرح مسکینوں اور غریبوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بے فائدہ اور بے کار علوم ہیں۔

پھر دوسری بات اس حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اے اللہ میں ایسے دل سے بھی پناہ مانگتا ہوں جس میں تیرا خشوع نہیں۔ انسان کے دل میں ہر قسم کے شکوک وشبہات آتے ہیں، خدا تعالیٰ سے ہی دعا مانگنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام مسلمانوں کو خدا کی محبت حاصل کرنے کی دعا سکھائی ہے۔ اس حدیث میں دراصل خوف خدا کی تلقین ہے۔ جس دل میں خوف خدا نہیں وہ ہر قسم کی غلط حرکتیں اور غلط افعال کرتا ہے۔ اس وقت جو کچھ بھی پاکستان میں ہو رہا ہے یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہونے کے نتیجہ میں ہو رہا ہے۔

تیسری دعا یہ سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ اس نفس سے پناہ چاہتا ہوں جو سیر نہیں ہوتا۔ انسان فطرتاً لالچی اور حریص ہے۔ انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری وادی کی خواہش رکھتا ہے۔ اور پھر تیسری کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بس پھر قبر کی مٹی ہی اس کا منہ بھر سکتی ہے۔ پس لالچ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

چوتھی دعا اس حدیث میں یہ ہے کہ: اے اللہ پناہ چاہتا ہوں اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔ پس جو شخص معصیت میں مبتلا ہو، نافرمان ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اچھے حالات ہوں تب ہی دعا کرنی چاہئے کیونکہ برے حالات میں تو کافر بھی اور مشرک بھی دعا کرنے لگ جاتے ہیں۔ آخر میں یہ دعا قرآن شریف سے لکھی ہے: اے میرے رب! میں شیطان (یعنی سرکش لوگوں کی شرارتوں) سے پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب! میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میرے سامنے آئیں۔

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز کی 25 مارچ 2010ء صفحہ 8 پر ¼ صفحہ پر ہمارا اشتہار انگریزی میں شائع ہوا ہے۔

“Islam...... The Original Soul Food Served five times a Day.”

اسلام، انسان کی روح کے لئے اصل غذا مہیا کرتا ہے جو کہ پانچ وقت کی نماز ہے۔

اس اشتہار کے ساتھ مزید باتیں یہ ہیں: محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ مسلمان، امن کے لئے ہیں۔ آزادی کے لئے ہیں۔ فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے ہیں اور سب کے لئے یکساں انصاف مہیا کرنے کے لئے۔

I-800-Why-Islam

اور سب سے نیچے مسجد کا ایڈریس نمازوں کے اوقات مسجد بیت الحمید میں اور ہمارے ہر ہفتہ منگل کے دن ریڈیو کے پروگرام کا وقت اور ریڈیو کا لنک دیا گیا ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 16 اپریل 2010ء صفحہ 24 پر دو تصاویر کے ساتھ ہماری ایک خبر شائع کی ہے جس کا عنوان ہے۔

مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے انٹر فیتھ میٹنگ

لاس اینجلس: انڈیا سروس نیوز کے حوالہ سے اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ مارچ 1889ء میں قائم ہوئی۔ اس حوالہ سے پاسادینا میں 65 سے زائد غیر مسلم اسلام کو سمجھنے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ دو گھنٹے کی یہ میٹنگ پاسادینا کالج میں ہوئی جو پاسادینا کالج کی لائبریری میں منعقد ہوئی۔ جس کا انتظام ابراہیم نعیم نے کیا جو جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں اور اس کالج کی تعلیمی بورڈ کے ممبر بھی ہیں۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ مسلمہ کے 3 لوگوں نے تقاریر کیں۔ ان میں سے ایک ارشد خان ہیں جو کہ احمدیہ مسلم سائنس دانوں کی کمیٹی کے چیئرمین ہیں انہوں نے اسلام کے بنیادی ارکان بیان کئے۔ ناصر محمود ملک جو احمدیہ مسلم کمیونٹی کے نیشنل لیول پر سکرٹری تربیت ہیں نے آنحضرت ﷺ (بانی اسلام) کے واقعات سنائے۔

امام شمشاد ناصر نے جو کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے اس علاقے میں ریجنل مبلغ ہیں نے ’’اسلام کے ساتھ دہشت گردی کو جوڑنے کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا۔ امام شمشاد نے اس بات کی پرزور مذمت کی کہ اسلام کے ساتھ دہشت گردی کو جوڑا جائے، اسلام کہیں بھی، کسی بھی مرحلہ پر، کسی کے لئے بھی دہشت گردی کی اجازت نہیں دیتا۔

ان تقاریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوالات میں زیادہ تر یہ تھے: اسلام میں پردہ کی اہمیت، مرد وعورت کے حقوق، اسلامی عبادات، چرچ اور سٹیٹ کی الگ الگ ذمہ داری کیا ہیں؟ سنی اور شیعہ میں کیا فرق ہے؟ وغیرہ۔

پروگرام کے آخر میں سب کو ریفریشمنٹ دی گئی اور میڈیا کے لئے سوال و جواب بھی ہوئے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 30 اپریل 2010ء صفحہ 11 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’پانچ ارکان اسلام‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔

خاکسار نے اس کے شروع میں لکھا کہ یہ پانچ بنیادی ارکان اسلام دراصل محبت اور امن کا پیغام ہیں جو مسلمان ان پانچوں ارکان اسلام پر دل وجان سے عمل کرے گا اس کے لئے سوائے محبت اور پیار کے کچھ اور نہ بن پڑے گا کیونکہ اس کے اعمال پیار اور محبت کی ضمانت دے رہے ہوں گے۔ شرط یہ ہے کہ وہ ان ارکان کو سمجھ کر ان کے فلسفہ اور حکمت کو سمجھ کر ان پر عمل کرے۔ میرے نزدیک تو ان پانچ ارکان اسلام میں محبت و پیار اور امن کا ایک سمندر سمو دیا گیا ہے، سو اب ان غوطہ خوروں کی ضرورت ہے جو وہاں سے ان موتیوں کو اپنے دامن میں بھر لائیں۔

خاکسار نے اس کے بعد کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کی تشریح کی ہے اور اس کے بعد صلوٰۃ یعنی نماز کی قرآنی آیات و احادیث نبویہ اور نماز باجماعت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر سے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے معانی اور تشریح بھی درج کی گئی ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 30 اپریل 2010ء صفحہ 20 پر ہماری ایک خبر شائع کی ہے

’’بسوں پر احمدیت کا پیغام امن اشتہار کے ذریعہ‘‘

لاس اینجلس۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی کا یہاں پرامن کا پیغام قریباً 167 بسوں پر اشتہار کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچایا جارہا ہے اور وہ یہ ہے کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ یہ امن کا پیغام جماعت احمدیہ کی کوشش ہے کہ اس وقت سارے ملک امریکہ میں پھیلایا جائے اور اس کا احمدیہ مسلم کمیونٹی کی طرف سے اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کا ایک مقصد یہ ہے کہ اسلام کے خلاف پھیلے ہوئے غلط تاثر کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب کو دور کیا جائے اور اس پیغام کے ذریعہ اسلام کا حقیقی پیغام سب امریکنوں تک پہنچ جائے۔

اسلام کا مقصد سب سے بلاامتیاز محبت اور پیار ہے۔ ملک کے ساتھ وفاداری اور اخلاص ہے۔ اور سب کے لئے انصاف بلاامتیاز و تفریق۔ یہ بینرز جو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہیں River Side کی 98 بسوں پر لگائے گئے ہیں۔ جبکہ سین برنارڈینو کونٹی میں جانے والی 69 بسوں پر

لگائے گئے ہیں۔ اس کے بعد یہی پیغام لاس اینجلس کی دوسری کونٹیوں میں بھی پھیلایا جائے گا۔

عاصم انصاری صدر جماعت نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ اسلام کی اصل تعلیم ہی محبت اور امن کی ہے۔ بمقابلہ ان چند لوگوں کے جو دہشت گردی پھیلاتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسی قسم کا پیغام یوکے میں بھی احمدیہ مسلم جماعت نے بسوں کے ذریعہ پھیلایا ہے۔ یوکے احمدیہ مسلم کمیونٹی کے لوگوں نے گھر گھر جا کر اس پیغام کو تقسیم کیا ہے اور اس طرح قریباً ایک لاکھ پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد جو عالمگیر جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا ہیں نے کہا ہے کہ صحیح اور حقیقی مسلمان کبھی بھی اپنی آواز کو اپنے شہریوں کے خلاف نفرت کے ساتھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہ ہی حکومت کے خلاف وہ ایسے کام کرے گا۔''

پاکستان ایکسپریس نے کی اشاعت 30 اپریل 2010ء صفحہ 13 پر ہمارا پورے صفحہ کا ایک اشتہار حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات سے شائع ہوا ہے جس کی شہ سرخی یہ ہے:

کاش یہ لوگ ایک منٹ کے لئے اپنے تعصبوں سے خالی ہو کر ذرا سوچتے کہ شرک کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے اور اس کے مبادی اور مقدمات کیا ہیں۔ تا ان پر جلد کھل جاتا کہ خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اقوال یا افعال یا اس کے استحقاق معبودیت میں کسی دوسرے کو شریکانہ دخل دینا گو مساوی طور پر یا کچھ کم درجہ پر ہو، یہی شرک ہے جو کبھی بخشا نہ جائے گا۔''

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین شاہ جہاں ہمارا

آئینہ کمالات اسلام سے جو عبارت لی گئی اور سارے صفحہ پر لکھی گئی اس میں خصوصیت کے ساتھ اخبار نے ان الفاظ کو جلی حروف میں لکھا:

''افسوس کا مقام ہے کہ میرے دعویٰ کی نسبت جب میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مخالفوں نے نہ آسمانی نشانوں سے فائدہ اٹھایا اور نہ ہی زمینی نشانوں سے کچھ ہدایات حاصل کی۔ خدا نے ہر ایک پہلو سے نشان ظاہر فرمائے۔ پر دنیا کے فرزندوں نے ان کو قبول نہ کیا...... منکر تو دنیا میں ہوتے ہیں پر بڑا بدبخت وہ منکر ہے جو مرنے سے پہلے معلوم نہ کر سکے کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس کیا خدا پہلے منکروں کے وقت میں قادر تھا اور اب نہیں؟ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر ایک جو زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا کہ آخر خدا غالب ہوگا۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 41-45)

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 6 مئی 2010ء صفحہ 15 پر خاکسار کا ایک مضمون ''درس حدیث (ارکان اسلام، ایک اہم بنیادی رکن نماز) وضو اور نماز کی اہمیت و برکات'' پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ مضمون کا متن وہی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبار کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 5 مئی 2010ء صفحہ 25 پر عربی سیکشن میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے کہ

''ہر مومن کو اللہ تعالیٰ کا عبد شکور بننا چاہئے''

اخبار نے لکھا کہ امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد نے اپنے خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونے پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا نہ کریں۔ آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی۔ وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۸﴾ (ابراہیم: 8)

حضور نے سورۃ فاطر کی آیت لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَیَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ (فاطر: 31) بھی پڑھی۔ ان آیات کی تشریح میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی صفات غفور و شکور کی بھی تشریح فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ کی ہے کہ وہ شرک کے مرتکب نہ ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک سے بالکل مجتنب رہے اور جھوٹ، زنا، اور آنکھوں کی خیانت، لڑائی جھگڑے اور ظلم سے باز رہے۔ بعض لوگ ان افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور اپنی تجارتوں اور کاروبار کے ضمن میں بھی جھوٹ، فریب اور دغا سے کام لیتے ہیں۔

امام مرزا مسرور احمد صاحب نے ایک اور آیت سورۃ التحریم کی یہ تلاوت فرمائی

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُہَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ عَلَیۡہَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَہُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (التحریم: 7)

حضور نے اپنے خطبہ کے آخر میں تمام احمدیوں کو عبد شکور بننے کی تلقین فرمائی اور سب ظلموں سے اور جھوٹ، فریب سے مجتنب رہنے کی ہدایت فرمائی۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 13 مئی 2010ء صفحہ 13 پر خاکسار کے مضمون کی دوسری قسط بعنوان پانچ ارکان اسلام، زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

خاکسار نے ایک دفعہ پھر اس مضمون میں شروع میں یورپین ممالک میں جہاں انسان مشینری کی طرح کام کر رہا ہے نماز باجماعت کی مختصر اً اہمیت بیان کرنے کے بعد اسلام کے تیسرے رکن زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ایک مالی عبادت ہے اور اس کا مقصد بھی انسان کو خدا کا قرب دینا ہے اور اپنے نفس کو اور اموال کو پاک کرنا ہے۔ انسان کے پاس جتنی دولت یا اشیاء ہیں سب خدا کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ خدا چاہے تو ان نعمتوں کو واپس بھی لے لے۔ اللہ تعالیٰ یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کی امانت میں سے کچھ رقم کچھ حصہ غرباء کی امداد کے لئے بھی دے اور یہ دینا خوشدلی اور انشراح سے ہو۔ اس ضمن میں چند آیات قرآنی میں بیان کی گئی ہیں۔

اسی طرح غرباء اور مسکینوں کو بھی چاہئے کہ وہ کسی کے مال کو بھی لالچ کی، بغض و عناد یا حرص یا حسد کی نظر سے نہ دیکھیں۔ مالداروں کو حکم دیا کہ وہ معاشرہ کے غرباء کا خیال رکھیں۔

پس امیر و غریب کے درمیان اس خلیج کو دور کرنے کا بہتر طریق اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ بیان فرمایا ہے۔

اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کفایت شعاری، سادہ زندگی اور قناعت اختیار کی جائے تبھی بچت سے انسان خدا کی راہ میں خرچ کر سکے گا۔

قریباً مزید 5 آیات قرآنی کا ترجمہ درج کیا گیا ہے جن کو زکوٰۃ اور صدقہ کی اہمیت و برکات بیان کی گئی ہے اور آخر میں نصاب زکوٰۃ بھی درج کیا گیا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 7 مئی تا 13 مئی 2010ء صفحہ 15 پر ایک مضمون خاکسار کا بعنوان ''کیا جنگ ہی امن اور نجات کا راستہ ہے'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ دنیا اس وقت مختلف قسم کے بحرانوں کا شکار ہے۔ سیاسی بحران، اقتصادی بحران، مالی بحران اور مذہبی بحران وغیرہ اور یہ سب بحران اب ایک جنگ کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ان بحرانوں نے غربت کو بھی انتہاء تک پہنچا دیا ہے۔ ان ممالک میں جہاں غربت انتہاء کو پہنچ چکی ہے پاکستان، افغانستان، ایران، عراق، فلسطین، یمن، صومالیہ، کانگو، مغربی افریقن ممالک، انڈونیشیا وغیرہ میں اور ان میں سے اکثر ممالک دہشت گردی، جنگوں اور مذہبی جنونیت کا بھی شکار ہیں اور بظاہر نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

امریکہ نے عراق میں جنگ سہیڑی ہوئی ہے یہ جنگیں، یہ سیاسی اور مذہبی اور اقتصادی بحران کیا ہمیں کامیابی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

میرا جواب تو یہی ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں ناکامی کی طرف لے جا رہا ہے ہیں اس وقت جنگ امن کا راستہ نہیں ہے نہ ہی جنگ کامیابی دلا سکتی ہے۔

خاکسار نے لکھا کہ میرے پاس اس کا جواب ہے آپ بے شک اس سے اختلاف کریں اور جواب یہ ہے کہ

میرا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے اور جماعت احمدیہ یہ یقین رکھتی ہے کہ اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود و مہدی آ چکے ہیں اور آپ نے آنے والے مسیح کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ ''یَضَعُ الْحَرْبَ'' وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اس لئے جماعت احمدیہ جنگ و جدال پر یقین نہیں رکھتی اور ہمیشہ امن کی، پیار کی اور محبت کی تعلیم دیتی ہے، محبت سے گھائل کرنے کا طریق ہی رسول خدا ﷺ کا طریق ہے اور یہی آپ کی سنت ہے۔ اس سنت اور طریق پر قدم ماریں گے تو کامیابی ہوگی اور دل جیتے جائیں گے۔

مزید اس کی تشریح میں یہ بات لکھی کہ: یہ یَضَعُ الْحَرْبَ کی پیشگوئی کہ آنے والا مسیح و مہدی جنگیں ختم کرے گا کوئی غلط فہمی پیدا نہ کرے کہ اگر واقعۃً بانی جماعت احمدیہ مسیح و مہدی ہیں تو جنگوں کا خاتمہ تو نہیں ہوا؟ آپ ٹھیک کہتے ہیں، جنگیں ختم نہیں ہوئیں لیکن یہ جنگیں وہی ختم کریں گے جو آپ کو مانتے ہیں۔ احمدی جو آپؑ کو مانتے ہیں اور اس وقت 145 ممالک میں رہتے ہیں وہ تو جنگ نہیں کرتے۔ بلکہ یہ سب احمدی یہی کہہ رہے ہیں کہ جنگیں ختم کر کے محبت و پیار کی فضاء پیدا کریں۔ ورنہ جیت نہیں ہوگی اور ایسا ہی ہو رہا ہے اور آپ اس کے عینی شاہد ہیں۔

اسی وجہ سے بانی جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگے کہ انہوں نے جہاد ختم کر دیا ہے اور یہ فتاویٰ آج تک ہیں۔

جہاں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس وقت جنگ و جدال کوئی جہاد نہیں ہے اور نہ اس سے کامیابی ہے۔ یہی طریق سب ملکوں کے لئے ہو رہا ہے۔ اگر دیگر ممالک بھی لڑائی کرتے رہیں گے تو انہیں بھی کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ امریکہ کو ہی لے لیں۔ کیا اسے عراق میں کامیابی ہوئی؟ انہیں چاہئے کہ غریب عوام کا خون نہ بہائیں اور انسانیت کا احترام کریں۔

پاکستان میں بھی مذہبی جنونیت نے لوگوں کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ مار کٹائی، بے ایمانی، رشوتیں، لوڈ شیڈنگ، بے کاری، بداخلاقی، اخلاق سوز حرکتیں یہ سب کچھ کیا ہے؟ تمام اسلامی ملکوں میں کیا کچھ ہو رہا ہے، تمام اخبارات چلا رہے ہیں کہ پاکستان کے اوپر کوئی عذاب ہے جس کی وجہ سے ان کے حالات ایسے ہو گئے ہیں۔

خاکسار نے لکھا کہ امن نہ تو باتوں سے قائم ہوگا نہ تقاریر سے۔ امن قائم ہوگا اپنی اپنی اصلاح کرنے سے اگر اپنی اصلاح منظور نہیں تو کامیابی ناممکن ہے اور پھر امن قائم نہ ہوگا۔

پس نہ امریکہ جنگ جیت سکتا ہے نہ برطانیہ، نہ رشیاء نہ یورپ، نہ جزائر کے رہنے والے نہ مشرق وسطیٰ کے رہائش پذیر، اور نہ دوسرے ممالک کے باشندے جنگیں تباہی لا رہی ہیں اور لاتی رہیں گی لیکن اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں خدا کی طرف جھکیں، قرآن کی حکومت کو دلوں پر قائم کریں تو ہاری ہوئی جنگ بھی جیتی جا سکتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ تعصب سے پاک ہو کر ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کے فائدے کے لئے کام کریں۔

پس خدا کو ایک مانو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ انسانیت کی خدمت کرو۔ یہی جیتنے کے طریق ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغ۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

علامہ محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

اسلام میں عبادات کا تصور

عبادت کے لفظی معنی بندگی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا بندہ بنا کر پیدا کیا ہے اس لئے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے معبود کی عبادت اور اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی گذارنے کے جو طریقے اپنے نبیوں،رسولوں کے ذریعہ اپنے بندوں کو بتائے ہیں ان پر عمل کرے اسی کا نام بندگی ہے۔

دین اسلام میں انسان کا ہر وہ عمل عبادت میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو ہمارا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا جاگنا، پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنا، رشتہ داروں سے خیر خواہی کرنا ماں باپ کی فرماں برداری کرنا، غرض زندگی کا ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل عبادت میں شامل ہے اگر وہ رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ جو باتیں آپ ﷺ نے کہیں ان پر خود بھی عمل کر کے دکھایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ساری زندگی کے ہر عمل کو عبادت میں شامل کیا ہے تا کہ اس کا فائدہ ہمیں صرف اس دنیا تک محدود نہ رہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا اجر ملے پھر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ ایک جامع ومانع نصاب رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچا دیا ہے جسے ہم قرآن مجید کہتے ہیں اگر ہم قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کا دامن پکڑے رہیں گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ساری زندگی کو عبادت میں شامل کرنے کے لئے ٹریننگ کے طور پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان کی عملی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ تمام خوبیاں پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے رضی اللہ عنہم کی سند ملتی ہے۔ توحید نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج یہ بنیادی ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔

توحید

توحید کا ذکر تو ہر مذہب میں ملتا ہے۔ لیکن دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کے ماننے والوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مخلوق اور غیر مخلوق کی پوجا پاٹ شروع کر دی جو سراسر شرک اور لفظ توحید کے متضاد ہے۔ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے خالص توحید کا پیغام دیا ہے۔

توحید کا مفہوم اللہ کو ایک ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ سوائے اللہ کی ذات کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا ہمسر اور ہم مرتبہ کوئی نہیں۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے ہر چیز پر وہ قادر ہے اسے کسی کے اچھے عمل اور برے عمل سے کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ نہ تو کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ وہ ہر کام کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے اکیلا ہی کافی ہے اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ تندرستی، بیماری، زندگی، موت، آرام اور سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کی تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کو ایک اور صرف ایک ماننے اور اس کی صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا نام توحید ہے اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے بشرطیکہ خلوص دل سے معافی مانگی جائے۔ لیکن مشرک کی معافی کسی حال میں بھی نہیں۔ شرک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کسی بھی طرح معاف نہیں کرے گا اسی لئے شرک کو گناہ عظیم کہا گیا ہے۔ انسان اپنی فطرت کے مطابق جو چیزیں اس کو ظاہری طور پر متاثر کرتی ہیں ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیتا ہے اور ان کو اپنا معبود سمجھ لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی اس نے سورج اور چاند کو اپنا معبود بنالیا، کبھی سمندروں اور پہاڑوں کے سامنے سر جھکا دیا۔ کبھی ہاتھی اور سانپ کی پوجا کی۔ کبھی پتھروں کو تراش کر مورتیوں کی شکل دی اور انہیں اپنے گھروں اور اپنی عبادت گاہوں کی زینت بنالیا اور ان سے اپنی ضرورتوں اور آرزؤں کو پورا کرنے کے لئے دعائیں مانگیں۔ اسطرح اللہ تعالیٰ کی صفات کو ان ہستیوں میں تسلیم کیا۔ قرآن کریم نے ان بے بس اور باطل معبودوں کا قلع قمع کیا ہے۔ الغرض شرک توحید کی ضد ہے جو کسی حال میں بھی صحیح نہیں۔

نماز

نماز سے انسان کی روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اخلاق درست ہوتے ہیں اور نیک اعمال بجالانے کی ترغیب ملتی ہے۔ نماز سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نماز پڑھنے سے اس پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب رہتا ہے۔ لہٰذا وہ ظلم اور زیادتی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ ہمدردی اور رحم دلی اس کی فطرت بن جاتی ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے بڑے چھوٹے کی تفریق مٹ جاتی ہے۔ بھائی چارگی اور محبت پیدا ہوتی ہے اگر کسی شخص پر یہ اثرات ظاہر نہیں ہوتے تو یہ نماز کا قصور نہیں نماز پڑھنے والے کا قصور ہے، خلوص دل سے نماز کی ادائیگی میں کمی ہے اس لئے کہ قرآن کریم نے اس بات کو صاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ

(العنکبوت:46)

یقیناً نماز انسان کو بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں نماز سب سے زیادہ پسند ہے رسول اکرم ﷺ نے بھی نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا ہے۔ نماز تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن مجید نے نماز پڑھتے رہنے کا بار بار حکم صادر فرمایا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے نماز کو دین کا ستون بتایا ہے جس طرح ستون گر جانے سے عمارت زمین بوس ہوجاتی ہے۔ اسی طرح نماز نہ پڑھنے سے دین رخصت ہوجاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جس نے ایک دن کی نماز بھی قصداً چھوڑی اس نے کفر کیا۔ نماز اللہ کی یاد کو دلوں میں تازہ کرتی ہے اس لئے نماز افضل عبادت ہے۔ نماز جنت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نماز ایک طرح کی ورزش بھی ہے جس کے ذریعہ جسمانی قوت کے ساتھ ساتھ روحانی قوت بھی حاصل ہوتی ہے۔

روزہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

(البقرہ:184)

تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی قوموں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار اور متقی بن جاؤ۔ اس آیت میں روزے کی اہمیت اور فضیلت دونوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزے صرف مسلمانوں پر ہی فرض نہیں کئے گئے ہیں بلکہ وہ قومیں جو مسلمانوں سے پہلے اس دنیا میں آچکی ہیں ان پر بھی روزوں کو فرض کیا گیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ ان روزوں کا فائدہ بتاتے ہوئے فرماتا ہے ان روزوں کی بدولت تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب ملتی ہے اور نیک کاموں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ روزہ کا ثواب بے حد و بے حساب ہے روزہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزاء ہوں۔ یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار روزہ دار کو نصیب ہوگا اور یہ انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندوں کی شفاعت کریں گے روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے جو کوئی رمضان بھر اخلاص، خوش دلی اور صبر وسکون کے ساتھ روزہ رکھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

روزہ انسان میں فرض کا احساس پیدا کرتا ہے۔ مصائب و آلام کو صبر کے ساتھ جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ خواہشات نفسانی کو روکتا ہے۔ رمضان کے مہینہ میں روزہ سے خوف خدا، عبادت کا جذبہ، احکام کی پابندی، پاکیزگی اور اچھے اعمال کی ترغیب ہر مسلمان کے قلب و ذہن کا حصہ بن جاتا ہے اور مسلمان نیکیوں سے قریب ہوجاتا ہے اور برائیوں سے دور ہوتا ہے۔

زکوٰۃ

قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

(البقرہ:44)

اور تم زکوٰۃ کو ادا کرو۔ زکوٰۃ محض اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے ادا کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ نفوس اور اموال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ مسلمانوں میں خدا کی خاطر قربانی دینے کے جذبہ کو فروغ دیتی ہے۔ جو شخص خدا کی راہ میں اپنا مال بے دریغ خرچ کرتا ہے وہی سیدھے اور سچے راستہ پر ہے۔ زکوٰۃ مسلمانوں کو اس خوبصورت عمل کی مشق کراتی ہے جس سے اس کا مال پاک وصاف ہوتا ہے۔ حلال اور حرام میں تمیز ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے معاشرہ میں غربت اور ذلت دور ہوتی ہے۔ سماجی اعتبار سے یکسانیت پیدا ہوتی ہے اور احساس کمتری دور ہوتی ہے۔ حدیث میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے۔

حضرت عمر بن شعیب اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو اس نے جواب دیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا یہ اللہ اور رسول کیلئے ہیں جہاں چاہیں آپ خرچ کریں۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

یہ وضاحت بھی یہاں بے محل نہ ہوگی کہ جماعتی چندہ جات علیحدہ ہیں اور زکوٰۃ علیحدہ ہے اس کو غلط ملط کر کے تاویل اخذ کرنا درست نہیں ہے۔ قرون اولیٰ میں بھی آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین نے زکوٰۃ سے ہٹ کر مالی قربانیوں کی تحریکات کی ہیں۔ صحابہ کرام وصحابیاتؓ نے ان تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور زکوٰۃ کی بھی ادائیگی کی ہے۔

حج

حج بھی اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔ اور ایسے مرد اور عورت پر فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا

(آل عمران:98)

حج بیت اللہ ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس

بقیہ صفحہ 12 پر

رحمت اللہ بندیشہ۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

آخری عشرہ رمضان ''آگ سے نجات'' کا ایک ذریعہ۔ اعتکاف

رمضان کی جملہ برکتوں اور خصوصاً آخری عشرہ رمضان سے فائدہ اٹھانے کا ایک طریق اعتکاف بھی ہے۔جس کا قرآن شریف میں مجملاً اور احادیث میں تفصیلاً ذکر آتا ہے۔مسنون اعتکاف یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں جامع مسجد میں دن رات قیام کیا جائے،اور سوائے ضروری حوائج انسانی کے مسجد سے باہر نہ نکلا جائے،اور یہ دس دن رات خصوصیت کے ساتھ نماز اورتلاوت قرآن اور ذکر اور دعا وغیرہ میں گزارے جائیں۔گویا انسان ان ایام میں دنیا سے کٹ کر خدا کے لئے کلیۃً وقف ہوجائے۔اعتکاف فرض نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے حالات اور توفیق پر موقوف ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس شخص کے حالات اجازت دیں اور اسے اعتکاف کی توفیق میسر آئے اس کے لئے یہ طریق قلب کی صفائی اور روحانی ترقی کے واسطے بہت مفید ہے لیکن جس شخص کو اعتکاف کی توفیق نہ ہو یا اس کے حالات اس کی اجازت نہ دیں تو اس کے لئے یہ طریق بھی کسی حد تک اعتکاف کا مقام ہوسکتا ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اپنے اوقات کا زیادہ سے زیادہ حصہ مسجد میں گزارے اور یہ وقت نماز، تلاوت و تدبر قرآن اور ذکر اور دعا وغیرہ میں صَرف کرے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بندہ مؤمن کی ایک خوبی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ جس کا دل مسجد میں آویزاں اور چمٹا رہتا ہے۔ (بخاری کتاب الاذان،بابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ) اس لئے یہ طریق بھی اگر حسن نیت سے کیا جائے تو فائدہ سے خالی نہیں ہوسکتا۔

جب ہم آپ ﷺ کا عملی نمونہ دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ بسا اوقات رات کا اکثر حصہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوکر گزار دیتے تھے۔ایک روایت میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک رات حضور ﷺ کی باری میرے گھر میں تھی اور رات کو میں نے محسوس کیا کہ حضورؐ اپنے بستر پر نہیں ہے لمبا انتظار کرنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضورؐ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہو،حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے جب باہر نکل کر آپؐ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک ویرانے میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہیں اور آپؐ کے سینے سے اس طرح گریازاری کی وجہ سے آواز آرہی ہے جیسے ہنڈیاں اُبل رہی ہے۔

(مسلم کتاب الصلاۃ)

یہ عام دنوں کی بات ہے۔ رمضان المبارک میں اور بالخصوص آخری عشرہ کی بابت،حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں نبی کریم اپنی کمرہمت کس لیتے تھے۔اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور عبادات الٰہی میں گزارتے تھے۔اور گھر والوں کو بھی جگا کر عبادات کے لئے تحریک فرماتے تھے۔اور اتنی محنت اور مجاہدہ آخری عشرہ میں فرماتے تھے کہ اتنا اہتمام کسی اور زمانہ میں نہیں ہوتا تھا۔

(مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتھاد فی اللہ)

آنحضور ﷺ کی مستقل سنت تھی کہ فرائض کی تکمیل کے علاوہ نوافل کے قیام کو بھی بہت اہمیت دیا کرتے تھے۔اعتکاف دراصل ایک نفلی عبادت ہے، جس میں ایک مومن ایک معین وقت کے لیے اپنی ہرقسم کی مصروفیات کو ایک طرف رکھ کر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک قسم کا انقطاع اختیار کرلیتا ہے۔ اس طرح اسے خاص یکسوئی میسر آجاتی ہے،دعاؤں اور عبادات کا خاص موقع میسر آجاتاہے،جواسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں مدد ہوتاہے۔آنحضور ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خصوصاً اس نفل عبادت کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔

اعتکاف کے لغوی معانی:۔ اعتکاف کا لفظ۔ عَكَفَ يَعْكُفُ ويَعْكِفُ۔سے مأخوذ ہے جس کے معنے ہیں کسی جگہ سے چمٹ جانا اور ''عکوف'' سے مراد ہے کسی چیز اور جگہ پر اقامت اختیار کرنا اور ان سے چمٹ جانا،اسی طرح کسی چیز کو اپنے لیے لازم کرلینا اور اپنے نفس کو اس پر مقید کردینا بھی اعتکاف کہلاتا ہے۔ (لسان العرب جزء 9صفحہ 255۔ زیر لفظ ''عکف'')امام راغب اصفہانی (متوفی:502ھ)بیان کرتے ہیں کہاعتکاف کے(لغوی)معنی کسی چیز کو پوری توجہ سے قبول کرنے اور اس سے ازراہ تعظیم چمٹ جانے کے ہیں۔اور شرع میں اعتکاف سے مراد قرب الٰہی کے حصول کے لیےمسجد میں بند ہوجانا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن صفحہ 579)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اعتکاف کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔''اعتکاف عُکوف سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ٹھہرنا، روکنا، اپنے اوپر لازم کرنا اور عکوف کے معنی جھکے، دھرنا مارکر بیٹھنے اور چپٹے رہنے کے بھی ہیں۔۔۔ الاِعْتِكَاف:الإِقَامَةُ بِالْمَكَانِ وَلُزُومُهَا(لسان العرب:عكف) یعنی دھرنا مارکر کسی جگہ بیٹھ گیا۔اعتکاف کے معنی گوشہ نشین ہونے کے بھی ہیں۔لفظ محاورت بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے(فتح الباری جزء 4 صفحہ 346 شرح باب 2) اور یہ لفظ جِوَار سے مشتق ہے یعنی ہم نشین ہونا۔

(صحیح بخاری جلد سوم ترجمہ و تشریح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ سن اشاعت 2008ء قادیان صفحہ 699 کتاب الاعتکاف)

اس سوال کے جواب میں کہ اعتکاف کا لفظی مطلب کیا ہے؟حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیان فرمایا:''کسی چیز پر سہارا کرنا، کسی چیز کو پکڑ کر بیٹھنا اس کو کہتے ہیں اعتکاف۔تو معتکف وہ ہے جو اللہ کے دروازے کو پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔''

(لجنہ سے ملاقات ریکارڈنگ 9جنوری 2000ء ماخوذ از روزنامہ الفضل 8مئی 2000ء صفحہ 3)

اعتکاف رمضان کی بابت اسلامی اصطلاح

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں،جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے۔لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔ رمضان کے اعتکاف کی بابت جو آنحضرت ﷺ کی مستقل سنت کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے اعتکاف کی جو اصطلاحی تعریف بیان کی ہے،اس کے متعلق فقہ کی مشہور کتاب ھدایہ بابت الاعتکاف میں لکھا ہے کہ:''اَللَّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ''یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کرمسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔(العنایۃ شرح الهدایۃ،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ الِاعْتِكَافِ جلد 2 صفحہ 390)اسی طرح علامہ بدرالدین عینی(متوفی:855ھ) لکھتے ہیں:شرعی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد مسجد میں نیت کے ساتھ قیام کرنا ہے۔ (البنایۃ شرح الھدایۃ جزء4صفحہ121)گویا فقہاء کے نزدیک اعتکاف کے لیے کم از کم تین چیزیں ضروری ہیں(1) مسجد میں(2) عبادت کی نیت سے(3) روزہ رکھ کر ٹھہرنا، اعتکاف کہلاتا ہے۔

انبیاء،صلحاء اور سلف صالحین کا اعتکاف یعنی تنہائی میں عبادات

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے،تاہم ضمنی تفاصیل میں اختلاف ہے۔ ویسے تو اعتکاف کی کوئی معین تاریخ بیان نہیں کی، بہرحال کم از کم حضرت ابراہیم علیہ السلام،جن کا زمانہ موٹے طور پر قریباً 22سو سال قبل مسیح بتایا جاتاہے۔یعنی کہہ سکتے ہیں کہ اعتکاف کا وجود آج سے کم از کم 4ہزار سال قبل موجود تھا۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتاہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (البقرہ:126) اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک و صاف بنائے رکھو۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر چالیس دِنوں کے لئے معتکف ہوئے،اور خدا تعالیٰ کے قرب کے جستجو میں مستغرق رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً (البقرہ:52) اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا۔
- اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا(سورۃ مریم:17-18)یعنی حضرت مریمؑ کچھ عرصہ کے لئے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کرعبادت کی خاطر ایک الگ تھلگ مقام کی طرف چلی گئی تھیں۔ جہاں انہیں ایک عظیم فرزند کی بشارت ملی تھی۔
- حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے لئے بھی چالیس دن کا عرصہ خصوصی

دعاؤں اور روزوں میں گزارنے کا اناجیل میں تذکرہ مذکور ہے۔

(مرقس باب 1 آیت 13) (لوقاباب 4 آیت 1)

- زمانہ جاہلیت میں عرب کے باشندے بھی بیت اللہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ:۔’’أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ، قَالَ ﷺ: فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات بیت اللہ میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ نذر پوری کریں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف،باب الاعتکاف لیلاً)

- آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ’’كَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ: بعثت سے قبل غارِحراء میں کئی کئی رات خلوت نشین رہا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب بدء الوحی) اس روایت میں جو لفظ تَحَنُّث استعمال ہوا ہے۔ وہ اعتکاف یعنی گوشہ نشینی کے مفہوم میں ہے۔ اسے تَحَنُّف بھی کہتے ہیں۔یعنی یکسو ہوجانا۔ ثاء اور فاء متبادل حروف ہیں۔ اس سے لفظ حَنیف ہے۔ یہ طریق عبادت قدیم سے عربوں میں رائج تھا مگر غیر معین صورت میں۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت ابراہیمی تھی جو مرورِ زمانہ کے ساتھ بدلی ہوئی صورتوں میں بطور یادگار باقی رہ گئی۔ حنیف حضرت ابراہیمؑ کا لقب ہے۔ اسلام نے ابراہیمی سنت کو پھر تازہ کر دیا اور اعتکاف کے لئے چند پابندیاں عائد کی ہیں۔۔۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم ترجمہ و تشریح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اشاعت 2008ء قادیان صفحہ 703 کتاب الاعتکاف،باب الاعتکاف لیلا)

اسی طرح سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ جوانی میں آنحضور ﷺ ہر سال غارحرا میں ایک مہینہ کے لئے اعتکاف فرمایا کرتے اور تنہائی میں اللہ کو یاد کرتے تھے۔ جب آپؐ کا یہ اعتکاف ختم ہوتا تو واپس آ کر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر تشریف لے جاتے۔ جب حضورؐ کو پہلی وحی ہوئی تو یہ رمضان کا ہی مہینہ تھا جس میں آپؐ غارحرا میں اعتکاف فرما رہے تھے،چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں کہ:۔ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي حِرَاءٍ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ شَهْرًا۔ ۔ ۔ ۔ فَإِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِوَارَهُ مِنْ شَهْرِهِ ذَلِكَ،كَانَ أَوَّلُ مَا يَبْدَأُ بِهِ،إِذَا انْصَرَفَ مِنْ جِوَارِهِ، الْكَعْبَةَ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ،فَيَطُوفُ بِهَا۔ ۔ ۔ حَتَّى إِذَا كَانَ الشَّهْرُ الَّذِي أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ فِيهِ مَا أَرَادَ مِنْ كَرَامَتِهِ، مِنْ السّنة الَّتِي بَعثه اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا، وَذَلِكَ الشَّهرُ رَمَضَانَ

(السیرہ النبوة لابن ہشام جلد 1 صفحہ 235 زیرعنوان: ابْتِدَاءُ نُزُولِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مکتبة ومطبعة مصطفی البابی بمصر الطبعة الثانیة، 1375ھ - 1955 م)

- مسلمانوں میں چلہ کشی کا دستور جو پایا جاتا ہے۔ اُس کا پس منظر بھی انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت معلوم ہوتا ہے۔
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی 1886ء میں چالیس دن کے لئے بمقام ہوشیارپور گوشہ نشین ہوئے تھے اور آپ پر انہی دنوں میں عظیم الشان تجلی ہوئی۔جس میں آپ کو ایک نشانِ رحمت عطا کیا گیا۔ واقعات اس تجلی کے عظیم الشان ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ان وجوہ سے اعتکاف کی برکات ظاہر وباہر ہیں۔

اعتکاف بیٹھنے کی فضیلت واہمیت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا’’مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ‘‘جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ اس (اعتکاف کرنے والے) کے اور آگ کے درمیان تین خندقوں جیسا فاصلہ پیدا کر دے گا۔ ہر خندق (زمین وآسمان کے) دونوں کناروں سے لمبی ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، روایت نمبر 7326)

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے معتکف کی فضیلت بطور مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’ أَلْقَى نَفْسَهُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ وَاللهِ لَا ابرح حَتّٰى تَرْحَمَنِي‘‘(درمنثور جلد اول زیر آیت وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (البقرہ 188))یعنی معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تو مجھ پر رحم فرمائے۔

نیز فرمایا: ’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَيَعْتَكِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَيَجْرِيْ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا‘‘(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف)یعنی رسول مقبول ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے ان نیکیوں کا جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی بجا لا رہا ہے۔

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین اقسام ہیں:فرض، سنت اور نفل

1. **فرض**:۔ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ وہ اعتکاف بیٹھے گا،تو نذر کے مطابق وہ اعتکاف پورا کرنا فرض ہوگا۔ اسی طرح اگر نذر مانتے ہوئے کسی نے جگہ معین کی ہو کہ فلاں جگہ اعتکاف بیٹھے گا،یا کوئی وقت معین کیا ہو کہ اتنا وقت بیٹھے گا،تو نذر ماننے والے کے لیے ضروری ہوگا کہ نذر کے ہر حصہ کو پورا کرے، جو عملاً کسی شرعی حکم یا ہدایت کے خلاف نہ ہو۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:’’وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ‘‘یعنی انہیں چاہئے کہ اپنی نذریں پوری کیا کریں۔ (سورۃالحج:30)اس کی عملی مثال ہمیں احادیث میں بھی ملتی ہے۔ روایت میں ذکر ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو۔ پس انہوں نے (حضرت عمرؓ) نے ایک رات کا اعتکاف کیا۔

(البخاری،کتاب الاعتکاف،باب مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِذَا اعْتَكَفَ صَوْمًا روایت نمبر ۲۰۴۲)

2. **سنت**:۔ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 10دن کا اعتکاف کرتے تھے، البتہ جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

(البخاری،ابواب الاعتکاف،باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان روایت نمبر ۲۰۴۴)

3. **نفل**:۔ انسان جب چاہے، جہاں چاہے، جتنے وقت اور دورانیہ کے لیے چاہے، اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ (فقہ مذاہب اربعہ صفحہ 986 اُردو) اس کی مثال بھی احادیث میں اس طرح ملتی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ شوال کے مہینے میں اعتکاف بیٹھے تھے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک سال آنحضور ﷺ نے رمضان کی بجائے آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔

(البخاری کتاب الاعتکاف۔ باب اعتکاف فی شوال)

اعتکاف کے دوران کیا کرنا چاہیئے؟

معتکف اپنا زیادہ تر وقت ذکر الٰہی اور عبادت میں گزارے۔فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں۔ ذکر الٰہی اور عبادت میں نماز تہجد کے علاوہ دیگر نفل نمازیں بھی شامل ہیں، اسی طرح تلاوت قرآن کریم اور دینی کتب کا مطالعہ بھی شامل ہے۔

فرضیت رمضان کے ابتداء میں رسول اللہؐ کا اعتکاف کا طریق

پھر جب 2ھ میں روزے کی فرضیت ہوئی توآپؐ نے ایک سال کے ماہ رمضان المبارک کے وسطی عشرے میں اعتکاف فرمایا۔ اس کے بعد آخری عشرہ میں اعتکاف فرمانا شروع کر دیا۔ چنانچہ بخاری میں روایت ہے کہ۔حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ ایک سال (انہی دنوں میں) معتکف ہوئے یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور یہ وہ رات تھی جس کی صبح کو آپؐ اعتکاف سے نکلا کرتے تھے توآپؐ نے فرمایا: جو میرے ساتھ معتکف تھا اسے چاہئے کہ آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھے اور آج رات مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں بتایا گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ اس کی صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔تم آخری عشرے میں اس کی تلاش کرو اور ہر طاق رات میں اسے ڈھونڈو۔ (بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

اس کی مزید تفاصیل احادیث میں اس طرح ملتی بقیہ صفحہ 12 پر

نعمان احمد رحیم

نرم زبان کا استعمال

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو یوں بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور سے دیکھنے پر سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت نظر آتے تھے۔ اور قریب سے دیکھنے میں انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔

(الشفا لقاضی عیاض الفصل الثالث)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ اس حسین چہرے سے جب بھی ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق، اپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے۔ حضرت ام معبد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔

(خطبہ جمعہ 25/ فروری 2005ء)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر وجہ کے کلام نہ فرماتے، جب کلام شروع فرماتے تو کلام کا آغاز نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام بہت بامعنیٰ ہوتا، گفتگو واضح ہوتی اور فضول بات نہ کرتے، سخت کلامی نہ فرماتے، نہ کسی کی توہین کرتے اور خدا کی چھوٹی چھوٹی نعمت کی بھی بڑائی بیان فرماتے۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی کلام رسول اللہ)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سارے دین کا خاصہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ ضرور بتایئے آپ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اسے روک کر رکھو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اسکا ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ اپ نے فرمایا اے معاذ! حیرت ہے تو جانتا نہیں کہ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتوں یعنی اپنے برے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو اعضاء یعنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ للسان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زبان ہے عضو نہانی ہے
دوسرا، یہ ہے حدیث سیدنا سیدالوریٰ نے فرمایا

تقویٰ تمام جوارح اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔

۔۔۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ اور زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے۔ اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔۔۔ زبان کا زیاں خطرناک ہے اس لیے متقی اپنی زبان کو بہت قابو میں رکھتا ہے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکل سکتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبانوں پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 281)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کی نجات کس طرح ہوگی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کرو اپنے گھر کو اپنے لیے کافی سمجھو اور اپنے گناہوں پر آہ و بکا کرو۔

(مسند احمد، کتاب مسند لانصار باب حدیث ابی امامہ باہلی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اکثر لوگ کس وجہ سے جنت میں جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور حسن خلق اختیار کرنے کی وجہ سے۔ پوچھا گیا اکثر کس وجہ سے جہنم میں جائیں گے؟ اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منہ اور شرم گاہ کی وجہ سے منہ سے بری باتیں کریں گے اور شرم گاہ سے حرام کریں۔

(سنن ابن ماجہ باب الزھد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رفق اور نرمی ہر چیز میں زینت اور خوبصورتی کا موجب بن جاتی ہے اور جس چیز سے فرق اور نرمی نکال دی جائے وہ بدنما ہو جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپکا گرویدہ بنا سکتا ہے۔ اور اسکا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20/ اگست 2004ء)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے یعنی نفرت نہیں کرتا، ان سے نرم سلوک کرتا ہے، ان کے لیے آسانی مہیا کرتا ہے اور سہولت پسند ہے۔

(جامع ترمذی صفۃ القیامہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان ایمان کی حقیقت کو پا نہیں سکتا جب تک اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے۔

(الجامع الکبیر للسیوطی حرف الاسلام)

رپورٹ: ارشد محمود

تربیتی سیمینار مجلس خدام الاحمدیہ یونان

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس خدام الاحمدیہ یونان کو مورخہ 13/ مارچ 2022ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر ایک تربیتی سیمینار ’’نماز کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

تربیتی سیمینار کی صدارت مکرم عقیل احمد بھٹی صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کی جس کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت میں مکرم عمران احمد گجر صاحب نے سورۃ البقرہ کی پہلی پانچ آیات وار دو ترجمہ پیش کیں۔ سیمینار کے مہمان خصوصی مکرم مشتاق احمد صاحب، قائد مال مجلس انصار اللہ تھے جنہوں نے ’’نماز کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد صدر مجلس کی درخواست پر مکرم ومحترم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ یونان نے خدام کو چند نصائح فرمائیں اور اختتامی دعا کروائی۔ دعا کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس سیمینار میں 10 خدام اور 3 انصار نے مسجد میں آکر شرکت کی جبکہ 10 خدام آن لائن بذریعہ زوم اور واٹس ایپ تھیسالونیکی، پوروس، اورویوس اور ایتھنز سے شامل ہوئے اس طرح کل حاضری 23 رہی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کی اہمیت اور اس کے قیام کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور عملی طور پر بہتر تبدیلیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: اعتکاف...... از صفحہ 10

ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ایک عشرے سے زیادہ بھی اعتکاف کیا، بلکہ بعض روایات میں تو یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے پورا رمضان بھی اعتکاف کیا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ’’إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ، قَالَ: فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ، ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ، فَدَنَوْا مِنْهُ، فَقَالَ: ’’إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ، أَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، ثُمَّ أُتِيتُ، فَقِيلَ لِي: إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ‘‘ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ، قَالَ: ’’وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ، وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ‘‘ فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ، فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ، فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ، فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ، وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کا پہلا عشرہ اعتکاف کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے درمیانی عشرہ میں ایک ترکی خیمہ میں جس کی چوکھٹ پر چٹائی تھی اعتکاف کیا۔ راوی کہتے ہیں۔ آپؐ نے چٹائی اپنے۔ ہاتھ سے پکڑی اور وہ خیمہ کی طرف کر دی۔ پھر آپؐ نے اپنا سر مبارک باہر نکالا اور لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ وہ آپؐ کے قریب ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا کہ میں اس رات (لیلۃ القدر کو) تلاش کروں پھر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی آیا اور مجھے کہا گیا وہ (لیلۃ القدر) آخری عشرہ میں ہے۔ پس جو کوئی تم میں سے پسند کرتا ہے کہ وہ اعتکاف کرے تو وہ ضرور اعتکاف کرے لوگوں نے آپؐکے ساتھ اعتکاف کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے وہ ایک طاق رات میں دکھائی گئی ہے اور یہ کہ اس کی صبح کو میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس آپؐ نے اکیسویں رات کی صبح کی اور صبح تک عبادت کی۔ تو بارش برسی اور مسجد، ہاتھ سے پکڑی اور وہ خیمہ کی طرف کر دی۔

پھر آپؐ نے اپنا سر مبارک باہر نکالا اور لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ وہ آپؐ کے قریب ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا کہ میں اس رات (لیلۃ القدر کو) تلاش کروں پھر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی آیا اور مجھے کہا گیا وہ (لیلۃ القدر) آخری عشرہ میں ہے۔ پس جو کوئی تم میں سے پسند کرتا ہے کہ وہ اعتکاف کرے تو وہ ضرور اعتکاف کرے لوگوں نے آپؐکے ساتھ اعتکاف کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے وہ ایک طاق رات میں دکھائی گئی ہے اور یہ کہ اس کی صبح کو میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس آپؐ نے اکیسویں رات کی صبح کی اور صبح تک عبادت کی۔ تو بارش برسی اور مسجد ٹپک پڑی۔ میں نے مٹی اور پانی دیکھا پس آپؐ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو باہر نکلے اور آپؐ کی پیشانی اور ناک دونوں پر پانی اور مٹی لگے ہوئے تھے اور یہ آخری عشرہ کی اکیسویں رات تھی۔

(مسلم، کِتَاب الصِّيَامِ۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ)

(باقی کل ان شاءاللہ)

بقیہ: اسلام میں عبادات کا تصور...... از صفحہ 8

کی طرف جانے کی استطاعت رکھتے ہوں جب رسول اکرم ﷺ سے استطاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ۔ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس زادِ راہ ہو اور سواری موجود ہو۔ (یا سواری کا کرایہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو)۔ (ابن ماجہ)

اگر کوئی شخص مالی طاقت تو رکھتا ہو لیکن صحت ساتھ نہ دے جسمانی طور پر سفرِ حج کے قابل نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے جانب سے کسی ایسے شخص سے حج کرائے جو پہلے اپنی طرف سے فریضہ حج ادا کر چکا ہو اور جب بھی حج کرنے کی طاقت میسر آئے فوراً حج کر لینا چاہئے۔

حج کا عمل اللہ تعالیٰ سے بے انتہا محبت اور خلوص کا مظاہرہ ہے چونکہ حج کے سفر میں انسان اپنے مال، صحت اور وقت کی قربانی دیتا ہے اس سے سراپا ایثار کا نمونہ بن جاتا ہے اس کے نزدیک دنیا، دولت، اولاد اور رشتہ داروں کی محبت کوئی معنی نہیں رکھتی یہی بات اور جذبہ اللہ کو بہت پسند ہے انسان اپنے سفر کے دوران حج ادا کرتے وقت اپنے گناہوں پر شرمسار اور پشیمان ہوتا ہے اس کے دل میں گناہوں اور بری عادتوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے وہ صحتِ نیت سے زندگی بھر پاکیزہ زندگی گذارنے کا پابندِ عہد ہوتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے جس سے اس کے اندر ایک انقلابی اور روحانی کیفیت پیدا ہوتی ہے ایک دوسرے کو سمجھنے کی صلاحیت اس کے اندر آتی ہے۔ حج کے موقع پر دنیا بھر کے مختلف ملکوں سے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں جس سے آپس میں بھائی چارہ اور میل جول پیدا ہوتا ہے۔ چھوٹے بڑے کالے گورے کا فرق مٹ جاتا ہے حج دنیا کے مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

رشتہ مت توڑنا

کچے مکان کو دیکھ کر ان سے رشتہ مت توڑنا۔ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ مٹی کی پکڑ بہت مضبوط ہوتی ہے۔ سنگ مرمر پر تو اکثر پیر پھسلتے دیکھا ہے۔

مرسلہ: محمد عمر تیماپوری۔ انڈیا

20 اپریل 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:38	18:42
مدینہ منورہ	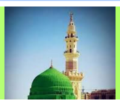	04:34	18:46
قادیان		04:28	19:01
ربوہ		04:08	18:41
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:28	20:07

فقہی کارنر

سحر و افطار کے اوقات

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ الَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ

(بخاری، کتاب الصوم باب متی یحل فطر الصائم)

حضرت عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔
جب رات اِدھر سے آجائے اور دن اُدھر سے پیٹھ موڑ کر چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار افطار کر چکا۔

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)